



سوال

(642) جبڑے کی ہڈی پر اُگے بالوں کا حکم

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

جبڑے کی ہڈی سے پرے جو بال اُگیں ان کا کیا حکم ہے۔ آنکھوں کی نیچی ہڈی کے بال مونڈنا جائز ہے؟ (ایک سائل کریم پارک لاہور) (۱۳ اکتوبر ۱۹۹۵ء)

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

یہ بھی ڈاڑھی میں شامل ہیں ان کو بھی لینا ناجائز ہے کیونکہ آپ ﷺ نے ناص (چہرے کے بال اکھاڑنے) سے منع فرمایا ہے۔ (صحیح البخاری، باب التمشیصات، رقم: ۵۹۳۹)

مقدارِ بچیہ: حافظ شہداء اللہ صاحب کے ایک فتویٰ پر تعاقب اور اس کا جواب:

تعاقب: ہفت روزہ الاعتصام لاہور مجریہ ۱۱ نومبر ۱۹۹۳ء کے ص ۸ پر احکام و مسائل کے تحت ”ڈاڑھی کا شرعاً کیا حکم ہے، ڈاڑھی کی مقدار شرعی کیا ہے؟“ دو سوال مذکور ہیں جن کا جواب فضیلۃ الشیخ الحافظ شہداء اللہ مدنی نے تحریر فرمایا۔

”ڈاڑھی کو انبیاء علیہ السلام کی سنت قدیمہ بروایت ’عَشْرٌ مِنَ الْفِطْرَةِ أَمَى مِنْ شَبَّةِ الْأَنْبِيَاءِ الَّذِينَ آمَرْنَا أَنْ نَقْتَدِيَ بِهِمْ‘ (الحديث، نسائی، ص: ۲۳۷) اور وجوب، بصیغہ امر، ’وَاعْفُوا أَوْفُوا، أَرْفُوا، وَفَرُوا‘ ثابت کرنے کے بعد آپ نے مباحثہ اختیار کی کہ

”اگر کوئی شخص مٹھی سے زائد کٹا دے تو بعض سہارا کی بناء پر گنجائش ہے۔ بالخصوص راوی حدیث ’اعْفَايَ النَّحْيِ‘ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے عمل سے اس نظریہ کو تقویت ملتی ہے۔“

پھر جواب نمبر ۲ میں ترک علی الحال کے بعد ارشاد فرمایا کہ:

”مٹھی سے زائد سابقہ حوالوں کی بناء پر کٹوانی جائز ہے کٹوانے کی مرفوع روایت بھی بحوالہ ترمذی بیان کی جاتی ہے لیکن اس میں عمر بن ہارون راوی ضعیف ہے۔“

اب غور طلب بات یہ ہے کہ کیا حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ فعل دائمی تھا جس کو حجت کے طور پر پیش کیا گیا ہے؟ چنانچہ ”صحیح بخاری“ میں ہے:

’وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا جَازَّ أَوْ عَشَرَ قَبِضَ عَلَى نَحْيِهِ، فَمَا فَضَلَ أَحَدُهُ‘ (صحیح البخاری، باب تَقْلِيمِ الْأَنْظِفَارِ، رقم: ۵۸۹۲، ج: ۲، ص: ۸۷۵)

اس عبارت سے یہ ظاہر ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا یہ فعل دائمی نہ تھا بلکہ مخصوص بائح والعمرة تھا۔ اب اس مخصوص اور مقید فعل سے عام استدلال کرنا کیونکر صحیح ہوگا؟ نیز عون المعبود میں ہے کہ:

‘كُنُوا لِقِصْرٍ مِنَ اللَّحْيَةِ فِي النَّسْكِ -‘

یہاں بھی نسک کی شرط ہے اس کے بغیر ڈاڑھی کترنا حرام ہے۔

علامہ مبارکپوری رحمہ اللہ کا فیصلہ:

علامہ عبدالرحمن مبارکپوری رحمہ اللہ ”تحفۃ الاحوذی“ میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

‘وَأَقُولُ مَنْ قَالَ إِنَّهُ إِذَا زَادَ عَلَى الْقِصْرِ لَمْ يَخُذْ الزَّانِدُ وَاسْتَدَلَّ بِأَمْرٍ مِنْ عُمَرَ وَعُمَرُ وَابْنُ عُمَرَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ فَهُوَ ضَعِيفٌ لِأَنَّ أَحَادِيثَ الْإِعْفَاءِ الْمَرْفُوعَةِ الصَّحِيحَةَ تَنْفِي بِهَذَا الْبَيِّنَاتِ -‘

‘فَذِهِ الْبَيِّنَاتُ لِأَنَّهَا تَنْفِي عَنِ التَّصْلُحِ لِلِاسْتِدْلَالِ بِهَا مَعَ وُجُودِ هَذِهِ الْأَحَادِيثِ الْمَرْفُوعَةِ الصَّحِيحَةِ فَأَسْلَمَ الْأَقْوَالُ بِهَذَا قَوْلُ مَنْ قَالَ بِظَاهِرِ أَحَادِيثِ الْإِعْفَاءِ وَكَرِهَ أَنْ يُخَذَّ شَيْءٌ مِنْ طَوْلِ اللَّحْيَةِ وَعَرَضْنَا وَاللَّهُ تَعَالَى أَعْلَمُ -‘

”ڈاڑھی کو مٹھی سے زائد کٹوانے کے دعویدار جو حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عمر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم کے آثار سے استدلال کرتے ہیں وہ انتہائی کمزور ہے کیونکہ مرفوع صحیح احادیث کی موجودگی میں آثار صحابہ سے استدلال صحیح نہیں۔ احادیث مرفوعہ اعفاء اللحية ان اقوال کی نفی کرتی ہے۔ پس سلامتی والا مذہب ان لوگوں کا ہے جو حدیث اعفاء کے ظاہر کو لیتے ہوئے بڑھاتے ہیں اور اس کے طول و عرض سے ڈاڑھی کٹنا حرام سمجھتے ہیں۔“

امام طحاوی رحمہ اللہ:

امام طحاوی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے:

‘أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَطَعَ شَعْرَةً مِنْ لِحْيَتِهِ لَا يَسْتَجِبْ دَعَاؤُهُ وَتَنْزِيلُ عَلَيْهِ الرَّحْمَةِ، وَلَا يَنْظُرُ اللَّهُ إِلَيْهِ نَظْرَ رَحْمَةٍ تُسَمِّيهِ الْمَلَائِكَةُ مُلْمُومًا وَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ بِمَنْزِلَةِ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى -‘

”رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے ڈاڑھی کا ایک بال بھی کاٹا اس کی دعا قبول نہ ہوگی، اس پر رحمت الہی کا نزول نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر رحمت سے نہیں دیکھیں گے۔ فرشتے اس کا نام معلوم رکھیں گے۔ اور وہ عند اللہ یہود و نصاریٰ کے قائم مقام ہوگا۔“

جواب تعاقب (از حافظ حناء اللہ مدنی صاحب):

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق موطا امام مالک کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں:

‘عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا أَنْظَرَ مِنْ رَمَضَانَ، وَهُوَ يُرِيدُ الْحَجَّ، لَمْ يَأْخُذْ مِنْ رَأْسِهِ وَلَا مِنْ لِحْيَتِهِ شَيْئًا، حَتَّى يَحْجَّ -‘ (موطا امام مالک، باب التَّقْصِيرِ، رقم: ۱۸۶)

”نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب رمضان کے روزوں سے فارغ ہوتے اور حج کا قصد ہوتا تو سر اور ڈاڑھی کے بال نہ لیتے حتیٰ کہ حج کرتے۔“

مذکورہ الفاظ پر بار بار غور فرمائیں۔ یہ واضح طور پر دال ہیں کہ ماسوائے مخصوص ایام کے ان کا یہ فعل دائمی تھا۔“



حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

‘الَّذِي يَنْظُرُ أَنْ بِنِ عُمَرَ كَانَ لَا مَحْضَ بِذَا التَّخْصِصِ بِالنَّسْكِ بَلْ كَانَ يَتَعَمَلُ الْأَمْرَ بِالْإِعْضَاءِ عَلَى غَيْرِ النَّجَائِذِ الَّتِي تَمْتَشُّ فِيهَا السُّورَةُ بِأَفْرَاطٍ طُولِ شَعْرِ اللَّحْيَةِ أَوْ عَرْضِهَا‘ (فتح الباری : ۱۰/۳۵۰)

”یعنی جو بات ظاہر ہے وہ یہ ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ فعل نَسَك کے ساتھ مخصوص نہیں تھا بلکہ وہ اعضاء اللحیہ کا امر اس حالت پر محمول کرتے تھے کہ ڈاڑھی کے طول و عرض میں افراط کی وجہ سے شکل و صورت قبیح نہ ہونے پائے۔“

نیز شیخنا مجتہد العصر محدث روپڑی رحمہ اللہ فرماتے ہیں : ”عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا فعل ، سو اس سے مجھے استنا تردد ہے اگر غیر حج عمرے میں ڈاڑھی کو حصیر ڈبانا جائز ہوتا تو ناجائز کام حج اور عمرے میں کس طرح جائز ہو گیا؟ احرام سے نکلنے کے لیے وہی کام کیا جاتا ہے جو غیر احرام میں جائز ہو۔ خاص طور پر جب ظاہر الفاظ قرآن میں سر منڈانے کا ذکر ہے اور احادیث میں اس کا ذکر ہے تو آیت کو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ڈاڑھی کے کٹانے پر کس طرح چسپاں کر لیا۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ غیر حج عمرے میں وہ کٹانے کے قائل تھے۔ اس لیے حج عمرے میں سر کے علاوہ بقیہ حجامت (ناخن وغیرہ) کی طرح مٹھی سے زائد ڈاڑھی بھی کٹالیتے۔ اور چونکہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حدیث اِعْفُوا لِّلْحَيِّ (ڈاڑھیاں بڑھاؤ) کے راوی ہیں۔ اس لیے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ صحابی کا خیال ہے حدیث کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ شاید اس کو حدیث نہ پہنچی ہو۔ کیونکہ حدیث تو وہ خود روایت کر رہے ہیں۔ یعنی رسول اللہ ﷺ سے ذرا سی بات میں خلاف برداشت نہیں کرتے تھے۔ یہاں تک کہ عادت کے طور پر آپ ﷺ سے کوئی فعل صادر ہوتا تو اس میں بھی موافقت کی کوشش کرتے۔

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے ضرور نبی کریم ﷺ سے سند لی ہے۔ ورنہ ڈاڑھیاں بڑھانے کی حدیث کے راوی ہو کر ایک ناجائز کام کا ارتکاب نہ کرتے۔ اس لیے اگر کوئی شخص مٹھی سے زائد کٹائے تو اس پر اعتراض نہ کرنا چاہیے۔ ہاں افضل یہی ہے کہ مٹھی سے زائد نہ کٹائی جائے۔ (جلد سوم، ص : ۳۳۷-۳۳۸)

علامہ مبارکپوری رحمہ اللہ کی رائے کا جواب محدث روپڑی رحمہ اللہ کے کلام میں گزر چکا۔

امام طحاوی کی طرف منسوب حدیث کی بناء پر ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ائمہ دین پر کیا فتویٰ چسپاں کریں گے جن کا عمل اس کے خلاف تھا۔ اصل بات یہ ہے کہ اس روایت کی صحت محل نظر ہے۔ اور اعتبار کے لائق نہیں۔ اثبت العرش ثم انقش (۱۰ فروری ۱۹۹۵ء)

هذا ما عندي والله اعلم بالصواب

فتاویٰ حافظ ثناء اللہ مدنی

جلد : 3 ، کتاب اللباس : صفحہ : 471

محدث فتویٰ